103432 ـ كفريہ ملك ميں رہائش اختيار كرنے كے ليے كاغذ پر طلاق اور نكاح كا حكم

سوال

آپ جناب كى اس شخص كے متعلق كيا رائے ہے جس نے اپنى بيوى كو صرف دفترى طلاق دى ہو يعنى: اس نے كسى معين مصلحت كى خاطر كاغذ پر طلاق لكھ دى ليكن حقيقت ميں بيوى كو طلاق نہ دى ہو، يعنى اس نے طلاق كا كلمہ زبان سے ادا نہيں كيا، اس كا مقصد تھا كہ طلاق كا يہ اسٹام ايك يورپى لڑكى سے شادى كرنے كے ليے استعمال كرے تا كہ اسے رہائش كا پرمٹ مل جائے، اور جب يہ كام ہو جائے تو اس آخرى بيوى كو طلاق دے كر اپنى پہلى بيوى سے عقد نكاح دوبارہ كر لے، اس طرح كے عمل ميں شرعى رائے كيا ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

نكاح ايك پختہ ميثاق اور معاہدہ ہوتا ہے، جو كہ عظيم شرعى احكام ميں شامل ہے، اس سے شرمگاہ مباح ہو جاتى ہے اور مہر اور وراثت جيسے حقوق ثابت ہوتے ہيں، اور اولاد كو ان كے باپ كى جانب منسوب كيا جاتا ہے، اس كے علاوہ اور بھى احكام مرتب ہوتے ہيں.

اور طلاق كے ساتھ بھى كچھ احكام مرتب ہوتے ہيں، جس كى بنا پر بيوى خاوند كے ليے حرام ہو جاتى ہے، اور وہ عورت وراثت سے محروم ہو جاتى ہے، اور اس خاوند كے علاوہ كسى اور خاوند كے ليے شادى كرنا حلال ہو جاتى ہے، اور اس ميں معروف شروط ہيں.

اس كو بيان كرنے سے ہمارى غرض اور مقصد مسلمانوں كو تنبيہ كرنا ہے كہ وہ ان دونوں عقدوں كو ايسى چيز ميں استعمال مت كريں جو اللہ سبحانہ و تعالى نے مشروع نہيں كي، اور اسے كھيل تماشا مت بنائيں، ہم نے ديكھا ہے كہ ـ اس پر جتنا بھى افسوس كيا جائے كم ہے ـ كئى لوگ عورت سے عقد نكاح اس ليے كرتے ہيں كہ كوئى دنياوى غرض و مقصد پورا كر ليا جائے، اس ليے نہيں كہ جو استمتاع اور فائدہ اس سے حاصل كرنا حرام تھا اسے حلال كرنے كے ليے نہيں اور نہ ہى اس ليے كہ اس عورت كے ساتھ مل كر ايك اچھا خاندان بنايا جائے ـ جس طرح ايك شرعى عقد نكاح كے ساتھ ہوتا ہے ـ بلكہ وہ دنياوى غرض كے ليے عقد كر كے اسے چھوڑ ديتے ہيں، يعنى يا تو زمين كے حصول كے ليے، يا پھر كسى دوكان كا لائسنس حاصل كرنے كے ليے، يا پھر نيشنلٹى اور رہائش كا پرمٹ حاصل كرنے كے ليے، يا پھر عورت اپنے ملك سے كسى دوسرے ملك سفر كر سكے.

یہ سب کچھ ایسا عمل ہے جس سے وہ مرد اس کا حقیقی خاوند نہیں بن جاتا، اور نہ ہی عورت اس کی حقیقی بیوی بنے گی، بلکہ یہ شکل اور صورت میں تو شادی ہے! جو صرف کاغذ پر ایك سیاہی تك محدود ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں! اور یہ شریعت کے احکام کو کھیل تماشا بنانے کے مترادف ہے، ایسا کرنا حلال نہیں، اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی معاونت و تعاون کرنا جائز ہے، اور خاص کر اس حالت میں تو بعینہ ممنوع ہو گی اور اس سے منع کرنا ضروری ہو جائیگا جب اس عمل سے کسی حرام کام تك پہنچنے کی کوشش ہو اور حرام کام کا حصول ہوتا ہو، مثلا اگر کوئی شخص ایسا کر کے کسی کافر اور غیر مسلم ملك میں رہائش اختیار کرنا چاہتا ہو.

اور اس جیسا طلاق میں بہت کم ہے، اور یہ ایك شرعی حکم ہے، کسی بھی شخص کو شریعت کے احکام سے کھیلنا اور اسے تماشا بنانا جائز نہیں، اور یہ لوگ اسے " صوری طلاق " کا نام دیتے ہیں! یہ کاغذ پر صرف سیاہی تك ہی محدود ہے.

ان سب کو یہ علم ہونا چاہیے کہ وہ اس فعل اور عمل سے گنہگار ہوتے ہیں، اور اللہ سبحانہ و تعالی نے نکاح اور طلاق اس لیے مشروع نہیں کیا کہ بیوی صرف عقد پر نام کی بیوی بن کر رہے، اور اس کو کوئی احکام حاصل نہ ہوں، اور نہ ہی اسے کوئی حقوق ملیں.

انہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ صرف عقد نکاح کے ساتھ ہی نکاح کے احکام ثابت ہو جاتے ہیں، اگر اس عقد نکاح میں شرائط اور ارکان کا پورا اہتمام کیا گیا ہو، اور اگر اس میں سے کوئی شرط اور رکن رہ جائے تو وہ عقد باطل ہے، اور خاوند کی جانب سے بیوی کو صرف الفاظ کی ادائیگی سے ہی طلاق واقع ہو جاتی ہے، اس لیے شریعت اسلامیہ میں نہ تو کوئی نکاح صوری ہے، اور نہ ہی صوری طلاق.

اور نکاح صوری یا طلاق صوری جیسا عمل کرنے والا اس وقت اور بھی زیادہ گنہگار ہو گا جب وہ اصل میں کسی حرام کام کے حصول کی کوشش کرے، مثلا اگر کوئی شخص ایسا کر کے لوگوں کے حقوق اور قرض سے بھاگنے کی کوشش کرے، اور عورت حکومت یا کسی ادارے سے طلاق شدہ عورت کو دی جانے والی معاونت حاصل کرے، یا پھر وہ ایسا عمل کر کے کسی غیر مسلم اور کافر ملك میں رہائشی پرمٹ حاصل کرنے کی کوشش کرے جہاں اس کا رہنا حرام ہو، اس کے علاوہ دوسرے اور باطل و حرام مقاصد کے لیے بھی.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" شارع نے اللہ کی آیات کو مذاق کرنا اور اس سے استہزاء کرنا منع کیا ہے، اور اس سے بھی منع کیا ہے کہ وہ ان آیات کے ساتھ کلام کرے جو عقد والی ہیں، لیکن اگر وہ حقیقی طور پر کرنا چاہتا ہے جس سے شرعی مقصد حاصل ہوتا ہو تو جائز ہے، اسی لیے اس سے مذاق کرنا ممنوع ہے، اور اسی طرح حرام کو حلال کرنا بھی ممنوع ہے، اس کی دلیل اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

﴿ اور تم اللہ تعالی کی آیات کو مذاق مت بناؤ ﴾.

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اللہ سبحانہ و تعالی کی حدود سے کھیلتے اور اس سے مذاق کرتے ہیں کہتے ہیں: میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھ سے رجوع کیا، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھ سے رجوع کیا "

اس سے معلوم ہوا کہ اس سے کھیلنا اور اسے تماشا بنانا حرام ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی الکبری (6 / 65).

اس بنا پر اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے شادی کرتا ہے جو اس کے لیے حلال تھی، اور اس شادی میں شرعی شروط پائی جاتی ہوں، اور ارکان بھی پورے ہوں، اور کوئی مانع بھی نہ ہو تو یہ نکاح صحیح ہے اس پر نکاح کے نتائج اور اثرات مرتب ہونگے.

اور جب کوئی شخص اپنی بیوی کو لفظا طلاق دے تو وہ طلاق ہو جائیگی، چاہے وہ اس سے طلاق کی تنفیذ کا ارادہ نہ بھی رکھتا ہو.

رہا مسئلہ لکھ کر طلاق دینے کا اور زبان سے طلاق کے الفاظ ادا کیے بغیر صرف لکھنا تو اس کی تفصیل سوال نمبر (72291) کے جواب میں بیان ہو چکی ہے اس کا مطالعہ کریں.

دوم:

اس یورپی لڑکی سے وہاں رہائشی پرمٹ حاصل کرنے کے لیے شادی کرنا اور پھر اس کے بعد اسے طلاق دینا حرام فعل ہے، ہم نے اس سلسلہ میں شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کا فتوی نقل کیا ہے کہ یہ حرام ہے، اس کی تفصیل آپ سوال نمبر (2886) کے جواب میں دیکھ سکتے ہیں.

وہ یہ کہ اگر وہ اس لڑکی سے نکاح کی پوری شروط کے بغیر نکاح کرتا ہے مثلا: ولی کے بغیر یا پھر نکاح صحیح ہونے میں کوئی مانع کی موجودگی میں مثلا: وہ لڑکی زانیہ ہو اور اس نے توبہ نہیں کی، یا پھر وہ لڑکی اہل کتاب سے تعلق نہ رکھتی ہو: تو اس کا نکاح باطل اور حرام ہے.

اور اگر وہ اس لڑکی سے پوری شروط اور ارکان کے ساتھ نکاح کرتا ہے، اور اس میں کوئی مانع بھی نہیں پایا جاتا تو اس سے شادی صحیح ہے، اور اس شادی کے احکام اور اثرات مرتب ہوں گی اور اس کی نیت اس پر حرام ہو گی.

سوم:

وہاں رہائش کا پرمٹ حاصل کرنے کے لیے پہلی بیوی کو کاغذ پر طلاق دینا، اور دوسری بیوی سے شادی کرنے میں دو اور بھی مانع پائے جاتے ہیں:

پہلا مانع:

حیلہ سازی، اور جھوٹ اور جھوٹی گواہی، یہ حکومت کے ساتھ حیلہ بازی ہے،اور شہریت کے حصول کے لیے گورنمنٹ کو دھوکہ دیا جا رہا ہے، اور یہ حرام ہے.

دوسرا مانع:

وہ اس صوری طلاق اور صوری شادی کے ساتھ کافر اور غیر مسلم ملك میں رہائش حاصل کرنا چاہتا ہے، اور ہمارے دین میں ہے کہ بغیر کسی ضرورت کے کافر اور غیر مسلم ملك میں رہنا جائز نہیں، کیونکہ اس میں مسلمان کے دین اور اخلاق کو بہت ہی زیادہ خطرہ ہے، اور پھر اس کے خاندان اور اس پر بھی.

جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" میں ہر اس مسلمان شخص سے بری ہوں جو مشرکوں کے درمیان رہتا ہے "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2645) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اس کا تفصیلی بیان سوال نمبر (27211) کے جواب میں گزر چکا ہے.

اس لیے ہم اپنے بھائیوں کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ وہ ان شرعی عقود میں اللہ سے ڈرتے ہوئے تقوی اختیار کریں، اور وہ اسے اپنی دنیاوی غرض و غایت کے حصول کا ذریعہ مت بنائیں اور اگر وہ غرض و غایت حرام ہو تو بہتر یہی ہے کہ اس سے رك جائیں، اور اپنی بیویوں اور اولاد کے متعلق اللہ کا تقوی اختیار کریں، اور وہ غور کریں کہ ان کے ان افعال کی بنا پر وہ کس قدر تنگی اور مشکل کا شکار ہونگے، یا پھر وہ حقوق سے محروم رہ جائینگے، اور اس کے علاوہ دوسری خرابیاں جو ان فاسد قسم کے عقود پر مرتب ہوتی ہیں ان کا شکار ہونگے.

واللہ اعلم .